علم و عمل جلد اوّل | تالیف جناب عبدالقادر رخانی ـ ترجمہ : مولوی معین الدین صاحب افضل گرھی ـ ترتیب و حواشی : محمد ایوب قادری بی، اے ـ شائع کردہ : اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ـ ملنے کا پتہ : ۱۴۱ وحید آباد، کراچی نمبر ۱۸ـ قیمت آٹھ روپے ـ صفحات : ۴۰۰ ـ

زیر تبصرہ کتاب مولوی عبدالقادر رام پوری کے وقائع کا مرقع ہے ـ یہ مجموعہ انیسویں صدی کے آغاز میں متحدہ ہند کے سیاسی، معاشرتی اور علمی حالات کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہماری آنکھوں کے سامنے اس حسرتناک دور کا نقشہ آجاتا ہے جب اس ملک میں مسلمانوں کی بساط لپیٹی جا رہی تھی اور فرنگی اقتدار بڑی سُرعت کے ساتھ بڑھ رہا تھا ـ

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں روہیل کھنڈ، بنگال اور دہلی کے حالات قلمبند کیے گئے ہیں ـ یہ حصہ چھ ابواب پر منقسم ہے (۱) مؤلف کے خاندانی اور تعلیمی حالات (ب) سفر بنگال اور باقی چار ابواب میں دہلی اور مضافاتِ دہلی کے مفصّل حالات بیان کیے گئے ہیں

یُوں تو یہ ساری کتاب عمدہ اور معلومات سے پُر ہے اور اس میں واقعات کے بعض ایسے گوشے سامنے آجاتے ہیں جو ہمارے مؤرخین کی نظروں سے ابھی تک مستور ہیں لیکن اس کا وہ حصہ جو علمائے ہند کے تذکرے پر مشتمل ہے بڑا اہم ہے ـ فاضل مرتب نے اسے بڑی محنت اور سلیقہ کے ساتھ ترتیب دیا ہے اور آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس نے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے ـ شروع میں مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کا ایک قابلِ قدر "تعارف" بھی درج ہے جو اس کتاب کی اہمیت کے لیے سند کا درجہ رکھتا ہے ـ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے ـ (ع ـ ح ـ ص)

جماعت اسلامی انصاف کے ترازو پر | مترجم و مؤلف : تنزیل الرحمٰن ـ ایم اے ـ ایل ـ ایل ـ بی ایڈووکیٹ ـ ناشر : پاکستان پبلشنگ ہاؤس ـ کچہری روڈ ـ کراچی ـ ملنے کا پتہ : پاکستان لاہاؤس کچہری روڈ ـ کراچی ـ قیمت : سوا دو روپیہ ـ

جماعت اسلامی اس لحاظ سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہے کہ اس نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کبھی توڑ پھوڑ، اکھاڑ پچھاڑ، ہنگامہ آرائی اور رہزل وابتذال کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ سانحۂ تقسیم سے لے کر آج تک مساعد و نامساعد حالات میں جماعت نے ہمیشہ سنجیدہ، معقول اور آئینی جد و جہد کا طریقۂ کار ہی اختیار کیا ہے۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء سے لے کر ۶ جنوری ۱۹۶۴ء تک اس طریقۂ کار کی آزمائش جماعت کو اشتعال انگیزی کی بھٹی میں ڈال کر اور پروپیگنڈے کی سان پر رکھ کر کی گئی۔ اس کے بعد ۶ جنوری ۱۹۶۴ء کو اس آزمائش نے ایک آخری اور قطعی صورت اختیار کی، یعنی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر توڑ دیا گیا اور اس کی مجلسِ شوریٰ کے تمام ارکان کو نظر بند کر دیا گیا۔ اس موقع پر جماعت کے سامنے صرف تین راستے ہی کھلے ہوئے تھے۔ ایک تو وہی توڑ پھوڑ اور ہنگامہ آرائی، جس کی توقع شاید فطری طور پر، جماعت کے دوست اور دشمن دونوں ہی رکھتے تھے۔ دوستوں کو گلہ تھا کہ ایسا کیوں نہ کیا گیا اور دشمن مسرور تھے کہ جماعت کے خلاف اتنا بڑا اقدام کیا گیا لیکن کتا تک نہ بھونکا۔ دوسرا راستہ پسپائی اور نگونساری کا تھا جس کی توقع، قادرِ مطلق کا شکر ہے نہ دوست رکھتے تھے نہ دشمن۔ تیسرا راستہ وہ راستہ تھا جو کم سے کم اس برصغیر کی حد تک تو آن جانا اور ان دیکھا تھا۔ یعنی عدالتوں کے ذریعہ حصولِ انصاف۔ جماعت نے جو ہمیشہ پامال راہوں سے گریزاں رہی ہے، اس نئے راستے کو اختیار کر لیا اور اپنے سلوک کے اس مقام پر پہنچ کر "سیاسی جنگ" کو "عدالتی جنگ" میں تبدیل کر دیا۔ چنانچہ دونوں صوبائی ہائی کورٹوں میں جماعت کو خلافِ قانون قرار دیے جانے کے خلاف اجرائے پروانہ کی درخواستیں (WRIT PETITIONS) دائر کر دی گئیں۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ مقدمات اور ان کے فیصلے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لحاظ سے بھی کہ ان میں جو دستوری اور قانونی نکات و مسائل زیر بحث آئے ہیں وہ قانون اور اس کی تعبیر پر دور رس اثرات چھوڑیں گے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ ان کی وجہ سے ملک میں قانون

(باقی ص ۴۲ پر)